الکتاب والحکمۃ

جناب عبدالرشید عراقی

نزولِ قرآن، اس کی ترتیب

اور

بعض سورتوں کا پس منظر اور تعارف

زیرِ نظر مقالہ میں نزولِ قرآن مجید کی ترتیب بیان کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ قرآنِ مجید کی بعض سورتوں کے تعارف اور ان کے نزول کے پس منظر پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مقالہ کے شروع میں دورِ جاہلیت کے لوگوں کے اخلاق وعقائد کا بیان ہے تا کہ قرآنِ مجید کے بتدریج نزول کی حکمت سمجھ میں آسکے اور آخر میں قرآن مجید کی تمام سورتوں کی ترتیبِ نزول، جدول کی صورت میں پیش کی گئی ہے —— ہمیں یقین ہے کہ یہ مقالہ قارئین کے لیے نہایت معلومات افزا اور مفید ثابت ہوگا —— ان شاء اللہ! (ادارہ)

نزولِ قرآن مجید سے قبل، زمانہ جاہلیت کے لوگوں کا اللہ تعالیٰ اور انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق کیا عقیدہ تھا، ان کے رسم و رواج کیا تھے اور وہ اپنی زندگی کن اصولوں کے تحت گزار رہے تھے؟ —— حجۃ الاسلام حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) نے اپنی مشہور کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں اس پر مفصل روشنی ڈالی ہے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"جو اصول اہلِ جاہلیت میں مسلّم تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ آسمان و زمین اور جو جو ہر ان کے درمیان

ہیں، ان کے پیدا کرنے میں خدا تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں اور بڑے بڑے امور کی تدبیر کرنے میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور ان کا یہ بھی عقیدہ تھا کہ کوئی اس کے حکم کو رد نہیں کر سکتا اور نہ کوئی اس کی قضا اور فیصلہ کو روک سکتا ہے جبکہ وہ مبرم اور قطعی ہو جائے۔ اس آیت میں اسی طرف اشارہ ہے:

"وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ!"

"بے شک اگر تو ان لوگوں سے دریافت کرے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ سب کہیں گے کہ خدا نے پیدا کیا ہے!"

..... لیکن ان کے زندیق ہونے کی ایک بات یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ فرشتوں میں سے اور ارواح میں سے بعض ایسے ہیں جو علاوہ بڑے بڑے انتظامات کے اہلِ زمین کے دوسرے امور میں مدبر ہوتے ہیں۔

..... اور اس سوء فہمی کا منشاء یہ ہوا کہ شریعتوں میں بہت سے امور فرشتوں کی طرف تفویض کیے گئے

..... اور اہلِ جاہلیت کے اصولوں میں سے ایک یہ تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کی ذات کو اس شے سے پاک کہتے تھے جو اس کی شان کے لائق نہیں ہے اور اس کے اسماء میں الحاد کو ناجائز جانتے تھے۔ لیکن انہوں نے اپنی گمراہی کی وجہ سے یہ سمجھ لیا تھا کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں اور فرشتے ایک واسطہ قرار دیئے گئے ہیں تاکہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعے سے اس امر کو معلوم کرے جس کا اس کو علم نہیں ہے ..... اہلِ جاہلیت اپنے خطبوں اور اشعار میں تقدیر کا ذکر کیا کرتے تھے ..... ان کے مسلّمہ اصولوں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احکام مقرر کیے ہیں۔ ان میں سے بعض کو حلال اور بعض کو حرام کیا ہے۔ اور یہ کہ وہ ہر کام کی جزا دیتا ہے۔ اگر اعمال اچھے ہیں تو جزا بھی اچھی ہوتی ہے اور اگر اعمال برے ہیں تو جزا بھی بری ہوتی ہے۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے پاک فرشتے ہیں جو اس کی بارگاہ میں مقرب ہیں اور بڑے درجہ والے ہیں، وہ خدا کے حکم سے اس عالم کی تدابیر میں مصروف رہتے ہیں۔ احکامِ الٰہیہ سے سرتابی نہیں کرتے، نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، نہ پیشاب و براز کرتے ہیں اور نہ شادی کرتے ہیں۔

اور ان کو اس پر بھی اعتقاد تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایسے شخص کو لوگوں کی طرف مبعوث کرتا ہے جس پر وحی نازل کرتا ہے اور اس کے پاس فرشتوں کو بھیجتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کی اطاعت کو لوگوں پر فرض کرتا ہے (لیکن ان سب عقائد کے باوجود جب اہلِ جاہلیت نے قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کا انکار کیا اور ہٹ دھرمی پر اتر آتے تو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِي جَاءَ بِهِ مُوسٰى!"

"ان سے فرما دیجئے! وہ کتاب کس نے نازل کی تھی؟ جو موسیٰ علیہ السلام لائے تھے؟"

اور جب ان لوگوں نے کہا کہ یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے:

"مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْأَسْوَاقِ"

تو خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ!"

کہ "آپ رسولوں میں سے کوئی نئے اور انوکھے نہیں ہیں!"

...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین اگرچہ راہِ راست سے دُور ہٹ گئے تھے لیکن جو عملی حصہ ان میں باقی رہ گیا تھا اس کے ذریعے ان پر حجت قائم ہو سکتی تھی!"

(حجۃ اللہ البالغہ، جلد اوّل مطبوعہ نور محمد کراچی ص ۲۷۲۰)

جاہلیت میں مذہب

عبادت کے ابواب میں ان کے یہاں طہارت بھی تھی۔ غسلِ جنابت تو ایک معمول طریقہ تھا، ختنہ اور تمام خصائل اور اوصافِ فطرت کا بھی وہ بخوبی اہتمام کرتے تھے۔ اور توریت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے لیے ختنہ کو نشان قرار دیا تھا۔ مجوسی، یہودی اور حکمائے عرب وضو کے پابند تھے، اہلِ جاہلیت نماز کے بھی پابند تھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے دو سال قبل نماز پڑھا کرتے تھے۔

ایسے ہی زمانہ جاہلیت میں زکوٰۃ بھی تھی۔ اسی زکوٰۃ میں مہمان نوازی، مسافر نوازی، عیال پروری، مساکین پر صدقہ اور خیرات، صلہ رحمی، حوادث میں امداد، یہ سب زکوٰۃ میں داخل تھے۔ یہ امور ان کے درمیان اہم تھے۔ وہ خوب جانتے تھے کہ انسانِ کامل کے لیے ان امور کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی جناب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ذکر کیا تھا:

"خدا آپ کو پسماندہ نہ کرے گا۔ کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، مہمان نواز ہیں، اور اہل کی کفالت کرتے ہیں، اور قدرتی حوادث پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں!"

اور ایسا ہی ابن دغنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب وہ ہجرت کر کے جا رہے تھے، کہا تھا کہ "آپ نہ جائیں۔ آپ تو لوگوں سے حسنِ سلوک کرنے والے، اور مشکل وقت میں امداد کرنے والے ہیں۔"

زمانہ جاہلیت میں قریش عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے، اور اعتکاف بھی کیا کرتے تھے۔ اور غلام آزاد کرنے کا طریقہ بھی ان میں رائج تھا۔ بہرحال اہلِ جاہلیت مختلف وجوہ سے خدا کی عبادت کرتے تھے

بیت اللہ کا حج کرنا شعائرِ الٰہی اور بزرگ مہینوں کی تعظیم یہ امور تو ظاہر ہیں اور ان میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہو سکتا۔

ان کے پاس کئی قسم کے منتر اور تعویذ بھی تھے۔ لیکن ان میں شرک کی باتیں داخل کر دی تھیں اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ ان میں رائج تھا، چھری سے ذبح کرتے تھے، جانور کا گلا نہیں گھونٹتے تھے۔

کہانت کے قائل ہو گئے تھے۔ اور فال کے ذریعہ حالات کا معلوم کرنا، اور کسی کام کے کرنے سے پہلے فال نکالنا ان کا دستور ہو گیا تھا۔ اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی طرف سے مذہب میں داخل کر لیا تھا۔

بنی اسمٰعیل برابر اپنے جدِ اکبر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی روش پر رہے۔ مگر جب ان میں عمرو بن لحئی پیدا ہوا۔ تو اس نے بہت سے نئے طریقے ایجاد کر دیئے۔ عمرو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے ۲۳ برس قبل پیدا ہوا تھا۔

ایسے ہی زمانہ جاہلیت میں کھانے، پینے، لباس، دعوتوں میں میلوں، مُردوں کے دفن کرنے، طلاق، عدت، ماتم، خرید و فروخت تمام معاملات نہایت محکم طریقہ پر متعین تھے۔ جو ان کی پابندی نہیں کرتا تھا۔ قابلِ ملامت سمجھا جاتا تھا۔ محارم کے یعنی حرام رشتوں کے پابند تھے۔ تعزیرات کے قائل تھے بلکہ اس کے پابند تھے۔

لیکن ان میں فسق و فجور کی بہت کثرت ہو گئی تھی۔ غارت گری، لوٹ مار، ظلم و تعدی، زنا اور فاسد نکاح اور سود بہت پھیل گیا تھا۔ نماز اور ذکرِ الٰہی بالکل ترک کر دیا تھا۔ ایسے وقت میں جناب رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی[1]

شریعتِ محمدیہ قوانینِ ملتِ ابراہیم کا تجدید یافتہ نام ہے۔ اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی کہ جو جہلائے عرب کے لیے کوئی غیر مانوس یا غیر متعارف ہوتی۔ حقیقت میں وہ قرآنِ پاک کے اجمالی تعارف سے متعارف تھے!

البتہ یہ بات ضرور ہے۔ کہ تمام قبائلِ عرب بت پرست تھے۔ اور بت پرستی ہی ان کا سب سے بڑا مذہب تھا۔ اس کے خلاف کرنے کو وہ ملتِ ابراہیم کے خلاف جانتے تھے۔ انہوں نے صاف کہہ دیا تھا:

---

[1] خلاصہ باب ۴، حجۃ اللہ البالغہ۔

"مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى!"

"ہم توان (بتوں) کی پوجا اس وجہ سے کرتے ہیں، کہ یہ خدا سے ہمیں قریب کردیں گے"

اگر مزید ان سے جرح کی جاتی تو کہہ دیتے:

"بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا!"

"ہم تو اسی طریقہ کی اتباع کرتے ہیں، جس طریقہ پر ہم نے اپنے آباء کو پایا!"

عقائد و رسومات

اہلِ مکہ اور کفارِ عرب کے عام طور پر جو عقائد اور رسومات تھے۔ وہ یہ ہیں:

۱۔ وہ فرشتوں کے وجود کے قائل تھے۔ لیکن فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔

۲۔ وہ خدا کے وجود کے بھی قائل تھے۔ لیکن وہ خدائی میں بتوں کو بھی شریک مانتے تھے۔

۳۔ جو اونٹنی دس بچے مادہ جنے۔ اور درمیان میں کوئی نر بچہ پیدا نہ ہو۔ اس کو سائبہ کہتے تھے۔ اور سائبہ کے جو بچہ ہوتا۔ اس کو بحیرہ کہتے تھے۔ ان کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیا جاتا تھا، ان کا دودھ اور گوشت حرام تھا۔ موجودہ زمانے میں مندروں اور مزارات کے نام سانڈ اور بکرا چھوڑنے کا طریقہ ہے۔

۴۔ جس آدمی کو قتل کردیا جاتا تھا۔ اس کے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ اس کے سر سے ایک اُلّو نکلتا ہے، وہ قاتل سے انتقام لیتا ہے۔

۵۔ اگر کسی کو کتا کاٹ لے تو اس کا علاج کسی بادشاہ کا خون پینا ہے۔

۶۔ خرگوش کی ران گلے میں ڈالنے سے جن بھوت کا سایہ نہیں ہوتا۔

۷۔ تناسخ کا بھی عقیدہ تھا۔ یہ لوگ مُردہ کی قبر پر اونٹ باندھ دیتے تھے۔ تاکہ مردہ اُٹھ کر اس سے خدمت لے سکے۔

۸۔ سفر میں مڑ کر پیچھے کی طرف دیکھنا منحوس شمار کیا جاتا تھا۔

۹۔ مظلوم آدمی اگر دادرسی چاہتا۔ تو برہنہ ہو کر شور مچاتا۔ تاکہ قبیلہ والے اس کی مدد کریں۔

۱۰۔ اگر سفر میں راستہ بھول جاتے۔ تو کپڑے الٹے کرکے پہنتے۔ تاکہ راستہ یاد آجائے۔

۱۱۔ جب دوسرے شہر میں داخل ہوتے۔ تو گدھے کی بولی بولتے تھے۔ تاکہ وہاں کی وبا کے اثر سے محفوظ رہیں۔

۱۲۔ ماں، بیٹوں کو ترکہ پدری میں ملتی تھی۔ اور وہ اس کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کرتے جیسا کہ بیوی کے ساتھ۔

۱۳۔ حائضہ عورت کو دور رکھا جاتا تھا۔ اور اس کے سایہ سے بھی بچا جاتا تھا۔

۱۴۔ جس عورت کا خاوند مر جاتا۔ وہ کامل ایک سال تک جنگل یا کھوہ میں رہ کر عدت کے دن گزارتی اور اس سے کوئی بھی بات چیت نہیں کر سکتا تھا۔ جب برس گزر جاتا تو ایک بکری اس کے جسم سے لگادی جاتی۔ اگر وہ مر جاتی۔ تو عدت پوری تسلیم کر لی جاتی۔

۱۵۔ لڑکی جب بالغ ہوتی تو دار الندوہ کا منتظم اس کو بنو عنت کے کپڑے پہناتا۔ اور کنوارپن کے آثار تا تھا۔

۱۶۔ لڑکیوں کا پیدا ہونا معیوب تھا۔ اور لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔

۱۷۔ کنوار پنے اور باعصمت لڑکیوں کے لیے یہ علامت تھی کروہ ازار پر چمڑے کی ایک جھالر باندھے رکھتی تھیں۔

۱۸۔ ایسار اور ازلام کا طریقہ عام تھا۔ یہ ایک قسم کے تیر تھے کہ جن کے ذریعہ فال لی جاتی تھی۔ اور اونٹ کا گوشت تقسیم کیا جاتا تھا۔ موجودہ زمانہ میں لاٹری کا طریقہ زمانہ جاہلیت کے اس طریقہ سے زیادہ مشابہ ہے۔

۱۹۔ احوال محجرہ وہ احوال کہلاتے تھے۔ جو بتوں پر چڑھاوے میں آتے تھے۔ اور قبیلہ بنو سہم کے یہاں جمع رہتے تھے

۲۰۔ اموال رفادہ، یہ وہ مال تھا، جو قریش سالانہ چندہ کے طور پر جمع کرتے تھے، یہ رقم بطور امدادی فنڈ کے جمع رہتی تھی۔ اور قبیلہ بنو نوفل اس کا خزانچی تھا۔

۲۱۔ عمارۃ البیت: اس سے مراد کعبۃ کا انتظام ہے۔

۲۲۔ سقایۃ الحاج! حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت، یہ دونوں کام بنو ہاشم کے سپرد تھے۔

تصویر کا دوسرا رُخ

ان عادات اور مراسم کے باوجود اہل مکہ اور اہل عرب میں کچھ خصوصیات بھی موجود تھیں۔

۱۔ بیت اللہ کا احترام ان کے رگ و پے میں سمایا ہوا تھا۔ حرمت کعبہ ان میں اس قدر تھی کہ اگر دشمن بھی حرم کعبہ میں داخل ہو جاتا۔ تو اس سے انتقام نہیں لیا جاتا تھا۔ چنانچہ بیت اللہ کی تعمیر جدید کا انتظام، حجر اسود کو نصب کرنے کے لیے ہر ایک کا پیش قدمی کرنا، اور اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے تلواروں کا باہر نکل آنا وغیرہ ۔۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

"أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ"

"کیا تم نے حجاج کو پانی پلانا اور انتظام مسجد حرام کو مثل ایمان باللہ کے قرار دیا ہے؟"

"یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ!"

"آپ سے حرمت والے مہینوں کے بارے میں دریافت کرتے ہیں ان سے فرما دیجئے کہ ان میں جنگ کرنا بڑا جرم ہے۔"

سریہ زید بن حارثہ میں غلط فہمی سے مسلمانوں کے ہاتھ سے ذی قعدہ کے مہینے میں ایک کافر قتل ہو گیا تو کفار نے پورے عرب میں اس کا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ کہ مسلمان ماہ حرام اور مسجد حرام کا احترام ملحوظ نہیں رکھتے۔

۳۔ ہدی (قربانی) کے جانوروں اور احرام باندھے ہوئے لوگوں کو کچھ نہیں کہا جاتا تھا۔ بلکہ ان کی حفاظت کرتے تھے۔ اور اسے ایک بہت بڑی نیکی سمجھتے تھے۔

۴۔ خانہ کعبہ کا طواف اور سعی بین الصفا والمروہ بھی کرتے تھے۔ یہ بات علیحدہ ہے کہ اس میں وہ اصلیت سے بہت دور ہو گئے تھے۔

۵۔ وہ اپنے آپ کو دین ابراہیمؑ پر کاربند سمجھتے تھے۔ اور اس کو انھوں نے دین حنیف قرار دے رکھا تھا۔ اور بت پرستی ان کے نزدیک دین حنیف کے خلاف نہ تھی۔ (جیسا کہ موجودہ زمانہ میں پیر پرستی اور قبر پرستی اسلام کے خلاف نہیں سمجھی جاتی)

۶۔ اہل قریش میں ختنہ کا بھی طریقہ تھا۔ جو آج تک شعار مسلمین ہے۔

۷۔ نکاح، نکاح میں گواہ، مہر، وکیل، ولی، خطبہ، ایجاب و قبول اس وقت بھی تھے۔

۸۔ عقیقہ کی رسم بھی تھی، لیکن بکرا ذبح کر کے اس کا خون بچے کے سر پر بہایا جاتا تھا اسلام نے اس کی اصلاح کر دی، کہ خون کی جگہ اس کے سر کے بال مونڈھ کر اتنے وزن کی چاندی صدقہ کر دی جائے۔

۹۔ شادی میں ولیمہ کی رسم بھی تھی۔

۱۰۔ مردوں کو دفن کیا جاتا تھا۔ میت کو غسل دینا وغیرہ اس وقت بھی تھا۔

مکہ مکرمہ کے باشندوں کے یہ عقائد اور مراسم عبادات تھے۔ اور اس کو انہوں نے دین حنیف کا نام دے رکھا تھا اور اپنے زعم میں اس کو حق تصور کرتے تھے۔ اور اس میں انھوں نے یہاں تک غلو کیا۔ کہ وہ بت پرستی کی صورت اختیار کر گیا۔

قوموں میں انقلاب لانے کے لیے یہ ضروری ہے۔ کہ ان کے بنیادی تصورات کو بدلا جائے۔ اگر بنیادی تصورات، رجحانات اور عقائد میں تبدیلی ہو جائے تو پھر آسانی سے مراسم عبادات اور قانون معاشرت میں

تبدیلی ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنِ پاک کی ابتدائی سورتوں میں عربوں کی تہذیب و معاشرت اور مراسمِ عبادات سے تعرض نہیں کیا گیا۔ بلکہ ان کے عقائد کی تبدیلی پر زور دیا گیا ہے۔ اور ان سے عقیدہ بدلنے کو کہا گیا ہے اور یہی بات عربوں کو ناگوار محسوس ہوئی۔

جہاں تک مراسمِ عبادات اور قانونِ معاشرت کا تعلق ہے۔ قرآن پاک نے ان ہی کو بدلا ہے۔ جن میں شرک کی آمیزش تھی۔ یا انسانیت کے خلاف تھے۔ بقیہ قوانین میں سے بیشتر کو بعینہٖ باقی رکھا۔ اور بہت سے قوانین میں اصلاح کر دی گئی۔ اور یہ اس لیے کہ اسلام نے ایک معتدل قانون بنا دیا۔ نہ اتنا نرم کہ انسان پھر سے کفر والحاد میں مبتلا ہو جائیں اور نہ اتنا سخت کہ وہ بغاوت کر بیٹھیں۔

اگر ان پر ایک دم قوانین ٹھونس دیئے جاتے۔ تو وہ اس کو ہرگز قبول نہ کرتے۔ اس لیے کہ جو لوگ ۳ سو سال سے زیادہ غیر فطری قوانین سے مانوس ہو چکے تھے وہ ایک دم کسی دوسرے دستور کے پابند نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لیے بتدریج ان کو نئے دستور کا پابند بنایا گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آیاتِ احکام کا نزول بتدریج ہوا ہے۔

نزولِ قرآن

اہلِ مکہ اور اہلِ عرب کے جو حالات اوپر پیش کیے گئے ہیں! قارئین نے ملاحظہ فرمائے۔ ان حالات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ اور آپؐ پر قرآنِ پاک نازل ہونا شروع ہوا۔ یہ نزول اس طرح نہیں تھا۔ جس طرح دوسری آسمانی کتابیں تورات، انجیل، زبور اور دیگر صحائف آسمانی نازل ہوئے تھے۔ بلکہ حسبِ ضرورت مصلحتِ باری تعالیٰ کے تحت ہوا۔ اور عربوں کے نزدیک یہ ایک غیر متعارف طریقہ تھا جس کی وجہ سے ان کو انکار کی نوبت آئی۔ اگر قرآن کا نزول ان کے ذہنی تصور کے تحت ہوتا۔ تو وہ اس کو قیامت تک قبول نہ کرتے۔ جن لوگوں نے اپنے عقائد کی تبدیلی میں اتنی کٹ حجتی دکھلائی تھی۔ وہ تعمیلِ احکام میں اس سے کہیں زیادہ شدید اور منکر ہو جاتے۔ اور قیامت تک اس کو قبول نہیں کر سکتے تھے۔ اس لیے قرآنِ پاک کا تدریجی نزول ہوا۔ اس تدریجی نزول کے بارے میں حضرت عائشہ رضہ بیان فرماتی ہیں:

"سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حالتِ نوم میں رویا صادقہ ظاہر ہونا شروع ہوئیں۔ جو مثل صبح صادق کے صاف ظاہر ہو جاتی تھیں۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گوشہ نشینی محبوب رہنے لگی۔ آپؐ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے۔ اسی اثنا میں فرشتہ وحی لے کر حاضر ہوا۔"

(بخاری)

ترتیبِ نزول

اب جس ترتیب سے قرآنِ مجید نازل ہوا ہے۔ اس کی ترتیب پیشِ خدمت ہے:

نمبر شمار	نام سورۃ	تعداد آیات	مقام نزول	سن نزول تقریباً	مستثنیٰ آیات
۱	اقراء (علق)	۱۹	مکی	سنہ ۱ نبوی	
۲	المدثر	۵۶	″	سنہ ۳ نبوی	
۳	المزمل	۲۰	″	″ ″	
۴	ن والقلم	۵۲	″	″ ″	
۵	الحمد (الفاتحہ)	۷	″	″ ″	
۶	لہب	۵	″	سنہ ۴ نبوی	
۷	التکویر	۲۹	″	سنہ ۴ یا سنہ ۵ نبوی	
۸	الاعلیٰ	۱۹	″	سنہ ۴ نبوی	
۹	اللیل	۲۱	″	سنہ ۵ یا سنہ ۶ ″	
۱۰	الفجر	۳۰	″	سنہ ۶ ″	
۱۱	الضحیٰ	۱۱	″	سنہ ۴ ″	
۱۲	الم نشرح	۸	″	سنہ ۴ ″	
۱۳	العصر	۳	″	″ ″	
۱۴	العادیات	۱۱	″	″ ″	
۱۵	الکوثر	۳	″	دور متوسط نبوی یا سنہ ۹، ۱۰	
۱۶	التکاثر	۸	″	سنہ ۴ نبوی	
۱۷	الماعون	۷	″	سنہ ۴ ″	پہلی تین آیات مکی بقیہ مدنی
۱۸	الکافرون	۶	″	سنہ ۵ ″	
۱۹	الفیل	۵	″	سنہ ۴ یا سنہ ۵ ″	
۲۰	الفلق	۵	″		
۲۱	الناس	۶	″		

نمبر شمار	نام سورت	تعداد آیات	مقام نزول	سن نزول تقریباً	مستثنیٰ آیات
۲۲	الاخلاص	۴	مکی	سنہ۴ نبوی	
۲۳	النجم	۶۲	״	״ ״	
۲۴	عبس	۴۲	״	سنہ۵ یا سنہ۶ ״	
۲۵	القدر	۵	״	سنہ۴ ״	
۲۶	الشمس	۱۵	״	سنہ۵ یا سنہ۶ ״	
۲۷	البروج	۲۲	״	سنہ۶ ״	
۲۸	التین	۸	״	سنہ۴ یا سنہ۵ ״	
۲۹	قریش	۴	״	سنہ۴ ״	
۳۰	القارعہ	۱۱	״	سنہ۴ ״	
۳۱	القیامہ	۴۰	״	سنہ۴ یا سنہ۵ ״	
۳۲	الہمزہ	۹	״	سنہ۴ یا سنہ۵ ״	
۳۳	المرسلات	۵۰	״	سنہ۳ یا سنہ۴ ״	
۳۴	قٓ	۴۵	״	سنہ۴ یا سنہ۵ ״	آیت ۳۸ مدنی
۳۵	البلد	۲۰	״	سنہ۴ یا سنہ۵ ״	
۳۶	الطارق	۱۷	״	״ ״	
۳۷	القمر	۵۵	״	سنہ۸ یا سنہ۸ یا سنہ۹ ״	آیت ۴۴، ۴۵، ۴۶ مدنی
۳۸	صٓ	۸۸	״	سنہ۸ یا سنہ۱۰ یا سنہ۱۱ ״	
۳۹	اعراف	۲۰۶	״	سنہ۱۱ ״	آیت ۱۶۳ تا ۱۷۰ مدنی
۴۰	الجن	۲۸	״	سنہ۱۰	
۴۱	یٰسٓ	۸۳	״	سنہ۱۲ یا سنہ۱۳ ״	
۴۲	الفرقان	۷۷	״	سنہ۸ نبوی	
۴۳	الفاطر	۴۵	״	سنہ۷ یا سنہ۸ ״	
۴۴	مریم	۹۸	״	سنہ۵ نبوی	
۴۵	طٰہٰ	۱۳۵	״	سنہ۶ ״	

نمبر شمار	نام سورت	تعداد آیات	مقام نزول	سن نزول تقریباً		مستثنیٰ آیات
۴۶	الواقعہ	۹۶	مکی	؁۴ نبوی		
۴۷	الشعراء	۲۲۷	″	؁۱۰	″	آیت ۱۹۷ اور آیت ۲۲۴ تا ۲۲۷ مدنی
۴۸	النمل	۱۲۸	″	؁۸ نبوی ؁۲	″	
۴۹	القصص	۸۸	″	؁۸ یا ؁۹ یا ؁۱۰	″	آیت ۵۲ تا ۵۵ مدنی، آیت ۸۵ جحفہ میں اثنائے ہجرت نازل ہوئی۔
۵۰	بنی اسرائیل	۱۱۱	″	؁۱۲	″	آیت ۲۶-۳۲-۳۳-۵۷ اور ۷۳ تا ۸۰ مدنی
۵۱	یونس	۱۰۹	″	؁۱۳	″	
۵۲	ہود	۱۲۳	″	″	″	آیت ۱۲، ۱۷، ۱۱۴ - مدنی
۵۳	یوسف	۱۱۱	″	″	″	آیت ۱، ۲، ۳، ۷ مدنی
۵۴	الحجر	۹۹	″	؁۱۰	″	آیت ۸۷ مدنی
۵۵	انعام	۱۶۵	″	؁۱۳	″	آیت ۲۰، ۲۳، ۹۱، ۹۳، ۱۱۴، ۱۴۱، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳ مدنی
۵۶	الصافات	۱۸۲	″	؁۹	″	
۵۷	لقمان	۳۴	″	؁۸ یا ؁۹	″	آیت ۲۷، ۲۸، ۲۹ مدنی
۵۸	سبا	۵۴	″	؁۷	″	
۵۹	الزمر	۷۵	″	″	″	آیت ۵۲، ۵۳، ۵۴ مدنی
۶۰	المومن	۸۵	″	″	″	آیت ۵۶، ۵۷ مدنی
۶۱	حم السجدہ	۵۴	″	؁۶	″	
۶۲	الشوریٰ	۵۳	″	″	″	
۶۳	الزخرف	۸۹	″	؁۷	″	
۶۴	الدخان	۵۹	″	؁۸ یا ؁۹	″	
۶۵	الجاثیہ	۳۷	″	″ ″	″	
۶۶	الاحقاف	۳۵	″	؁۱۰ یا ؁۱۱	″	
۶۷	الذاریات	۶۰	″	؁۴ یا ؁۵	″	
۶۸	الغاشیہ	۲۶	″	″ ″	″	
۶۹	الکہف	۱۱۰	″	؁۵ تا ؁۱۰	″	

نمبر شمار	نام سورہ	تعداد آیات	مقام نزول	سن نزول تقریباً	مستثنیٰ آیات
۷۰	النحل	۱۲۸	مکی	سنہ ۱۲ یا سنہ ۱۳ نبوی	آیت ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸ مدنی
۷۱	نوح	۲۸	″	سنہ ۴ یا سنہ ۵ ″	
۷۲	ابراہیم	۵۲	″	سنہ ۱۲ ″	آیت ۲۸، ۲۹ مدنی
۷۳	الانبیاء	۱۱۲	″	سنہ ۹ ″	
۷۴	المؤمنون	۱۱۸	″	سنہ ۱۳ ″	
۷۵	السجدہ	۳۰	″	سنہ ۸ یا سنہ ۹ ″	آیت ۱۶، ۱۷، ۱۸ مدنی
۷۶	الطور	۴۹	″	سنہ ۴ ″	
۷۷	الملک	۳۰	″	سنہ ۴ یا سنہ ۵ ″	
۷۸	الحاقہ	۵۲	″	سنہ ۵ یا سنہ ۶ ″	
۷۹	المعارف	۴۴	″	سنہ ۵ یا سنہ ۶ ″	
۸۰	النباء	۴۰	″	سنہ ۳ یا سنہ ۴ ″	
۸۱	النازعات	۴۶	″	″ ″ ″	
۸۲	انفطار	۱۹		سنہ ۴	
۸۳	انشقاق	۲۵	″	سنہ ۳ ″	
۸۴	الروم	۶۰	″	سنہ ۷ یا سنہ ۸ ″	
۸۵	العنکبوت	۶۹	″	سنہ ۸ یا سنہ ۱۲ ″	آیت ۱ تا ۱۱ مدنی
۸۶	المطففین	۳۶	″	سنہ ۱۳ ″ ″	یہ سب سے آخری سورت ہے جو مکہ میں نازل ہوئی۔
۸۷	البقرہ	۲۸۶	مدنی	سنہ ۲ ہجری	آیت ۲۸۱ منیٰ میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔
۸۸	انفال	۷۵	″	سنہ ۲ یا سنہ ۳ ″	آیت ۳۰ اور ۳۴ مکی
۸۹	آل عمران	۲۰۰	″	سنہ ۳ تا سنہ ۹ ″	
۹۰	الاحزاب	۷۳	″	سنہ ۵ ″	
۹۱	الممتحنہ	۱۳	″	سنہ ۶ ″	
۹۲	النساء	۱۷۶	″	سنہ ۳ تا سنہ ۵ ″	
۹۳	الزلزال	۸	″		

نمبر شمار	نام سورۃ	تعداد آیات	مقام نزول	سن نزول تقریباً	مستثنیٰ آیات
۹۳	الحدید	۲۹	مدنی	۴ھ یا ۳ھ ہجری	
۹۵	محمد	۳۸	〃	۲ھ یا ۱ھ 〃	آیت ۱۳ اثنائے ہجرت میں نازل ہوئی۔
۹۶	الرعد	۴۳	〃	۱۰ھ یا ۱۳ھ نبوی	
۹۷	الرحمان	۷۸		۸ھ نبوی مکی ہے	
۹۸	الدہر	۳۱	〃	مکی ہے ۳ھ یا ۳ھ نبوی	
۹۹	الطلاق	۱۲	〃	۲ھ ہجری سورۃ البقرہ کے بعد	
۱۰۰	البینہ	۸	〃		
۱۰۱	الحشر	۲۴	〃	۴ھ ہجری	
۱۰۲	النور	۶۴	〃	۵ھ یا ۶ھ 〃	
۱۰۳	الحج	۷۸	〃	اختلاف	۱۹ تا ۲۲ مدنی، ۵۲ تا ۵۵ مکی
۱۰۴	المنافقون	۱۱	〃	۵ھ یا ۶ھ 〃	
۱۰۵	المجادلہ	۲۲	〃	۶ھ 〃	
۱۰۶	الحجرات	۱۸	〃	۹ھ 〃	
۱۰۷	التحریم	۱۲	〃	۷ھ یا ۸ھ 〃	
۱۰۸	التغابن	۱۸		مکی اور ۱ھ 〃	
۱۰۹	الصف	۱۴	〃	۲ھ یا ۳ھ 〃	
۱۱۰	الجمعہ	۱۱	〃	۷ھ 〃	
۱۱۱	الفتح	۲۹	〃	۷ھ 〃	مدینہ سے واپسی پر
۱۱۲	المائدہ	۱۲۰	〃	۳ھ، ۵ھ، ۶ھ، ۷ھ 〃	آیت ۳ عرفات میں حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔
۱۱۳	التوبہ	۱۲۹	〃	۹ھ 〃	آیت ۱۲۸، ۱۲۹ مکی
۱۱۴	نصر	۳	〃	۱۰ھ 〃	حجۃ الوداع میں منٰی میں نازل ہوئی [۱]

مکی سورتیں	۸۶
مدنی سورتیں	۲۸
میزان	۱۱۴

[۱] اتقان از علامہ سیوطی مرحوم سنہ ۹۱۱ھ)